کتاب الحج

النور پبلکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الحج

حج کیا ہے؟

مسجد حرام کی طرف مخصوص افعال کی ادائیگی کے لئے (سفر کا) قصد کرنا حج کہلاتا ہے۔

(المغنی: 3 / 217، فتح القدیر: 2 / 120)

حج کب فرض ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے عزت والے گھر کا حج 9ھ میں واجب کیا۔ (زاد المعاد: 2/101)

رب العزت کا ارشاد ہے:

1. فِیْهِ اٰیٰتٌ م بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ہ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔(آل عمران:97)

اس میں روشن نشانیاں ہیں۔ مقامِ ابراہیم ہے۔ اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔ اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جو انکار کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

2۔ نبی ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اس لئے حج کرو۔ (مسلم 1337)

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو شخص حج پر قادر ہو پھر بھی اُسے چھوڑ دے تو اس کے لئے برابر ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

باب۔ حج کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان

(۷۶۹)۔ سیدنا عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو نبی ﷺ کے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ کے فرض نے جو ادائے حج کے سلسلے میں اس کے بندوں پر

اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حج میں) فرمانا کہ ''لوگ تمہارے پاس پیادہ پا اور دبلے اونٹوں پر سوار ہوکر آئیں گے، دور دراز راہوں سے اس لیے کہ اپنے فوائد حاصل کریں۔''

(۷۷۰)۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوتے تھے اس کے بعد جب سیدھی کھڑا ہوجاتی تو تھی تو لبیک کہتے تھے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴿ 97 ﴾

اور لوگوں میں سے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا حج کرنا اس پر فرض ہے۔ اور جو انکار کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (97)

(آل عمران:97)

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ ١٥٨

یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پھر جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔'' (158)

(البقرة: 158)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ :أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ. حَتّٰى قَالَهَا ثَلاَثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَوْ قُلْتُ :نَعَمْ. لَوَجَبَتْ .وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ :ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ .فَاِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے پس تم حج کرو تو ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کی ہر سال حج فرض کیا گیا ہے؟ تو آپ خاموش رہے یہاں تک کہ اس نے آپ اسے تین مرتبہ عرض یارسول اللہ ﷺ نے

فرمایا اگر میں کہتا: ہاں! (تو ہر سال حج) واجب ہوجاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن باتوں کو میں چھوڑ دیا دیا کروتو ان کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور وہ اپنے نبیوں سے اختلاف کرتے تھے جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم کروں تو حسب استطاعت تم اسے اپنالو اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو تم اسے چھوڑ دو۔

(مسلم: 1337)

عَنِ ابُنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :بُنِيَ الُاِسُلَامُ عَلى خَمُسَةٍ :عَلى اَنُ يُوَحَّدَ اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالُحَجِّ فَقَالَ رَجُلٌ : الُحَجِّ وَصِيَامِ رَمَضَانَ؟قَالَ لَاصِيَامِ رَمَضَانَ وَالُحَجِّ هٰكَذَا سَمِعُتُهُ مِنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اللہ کی توحید' نماز قائم کرنا ذکوۃ ادا کرنا رمضان کے روزے اور حج ادا کرنا ۔ایک شخص نے (بات دہرا کر) پوچھا''حج اور رمضان کے روزے''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (نہیں) رمضان کے اوزے اور حج' میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی ترتیب سے حدیث سنی تھی۔

(صحیح مسلم: 111)

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الُاَقُرَعَ بُنَ حَابِسٍ سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ! اَلُحَجُّ فِي كُلِّ سَنَةٍ ، اَوُ مَرَّةً وَاحِدَةً ؟ قَالَ :''بَلُ مَرَّةً وَاحِدَةً ، فَمَنِ اسُتَطَاعَ ، فَتَطَوَّعَ .

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت اقرع بن حابس نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا حج ہر سال (ادا کرنا فرض) ہے یا (زندگی میں) ایک ہی بار؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ ایک ہی بار (فرض ہے۔) پھر جسے طاقت ہو وہ نفلی حج ادا کر لے۔

(ابن ماجه: 2886)

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِی ﷺ يَقُولُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.(بخاری: 1521)

سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اللہ کے لیے حج کرے پھر (حج کے دوران) کوئی فحش بات کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ حج کر کے اس طرح بے گناہ واپس لوٹے گا کہ آج اس کی ماں نے اسے (بے گناہ اور معصوم) جنم دیا ہے۔''

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدُأَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَتُوتِيَ الزَّكٰوةِ وَتَصومْ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتُ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا.

اسلام یہ ہے کہ آپ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں۔ آپ نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں، رمضان کے روزے رکھیں اور بیت اللہ کا حج کریں اگر اس راہ کی استطاعت ہو۔'' (مسلم:93)

عَايِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيلَ لَهَا انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي ثُمَّ ائْتِينَا بِمَكَانِ كَذَا وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ. (بخاری:1787)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ! لوگ تو دو نسک (حج اور عمرہ) کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں نے صرف ایک نسک (حج) کیا ہے؟ اس پر ان سے کہا گیا کہ پھر انتظار کریں اور جب پاک ہو جائیں تو تنعیم جا کر وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھیں، پھر ہم سے فلاں جگہ آملیں اور یہ کہ اس عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور محنت کے مطابق ملے گا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَاتَرْفَعُ اِبْلُ الْحَاجِّ رِجْلاً، وَلَا تَضَعُ يَدًا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً أَوْ مُحَاعَنْهُ سَيِّئَةً أَوْرَفَعَ بِهَادَرَجَةً. (رواه البيهقى وابن حبان فى صحيحه)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: حاجی کا اونٹ (یعنی اس کی سواری کا ہر جانور) جو بھی قدم اٹھاتا ہے اور جو بھی قدم رکھتا ہے ہر ایک کے بدلے اللہ تعالیٰ اس حاجی کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے، یا اس کا ایک گناہ معاف فرماتا ہے، یا اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ (بیہقی، صحیح ابن حبان)

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ

عَمِيقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُم ٢٧

اورلوگوں میں حج کا اعلان کردیں۔وہ آپ کے پاس پیدل اورہر اونٹ پرسوارہوکرآئیں گے اوروہ (اونٹ) دوردراز راستوں سے آئیں گے۔(27) تاکہ وہ اپنے منافع کے لئے حاضرہوں۔

(الحج:28.27)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے فرمایانبی ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پراورایک ایسی معمولی چادراوڑھ کرحج اداکیا جس کی قیمت چاردرہم تھی یاچاردرہم کے برابربھی نہ تھی اورفرمایا:اے اللہ!حج کےفرض کی آدائیگی مقصودہے دکھلاوہ اورشہرت مقصودنہیں ہے۔

(ابن ماجه: 2890)

حَدَّثَنَاعَبْدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ : اَخبَرَنَا مالكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلى اَبى بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ُاَبى صَالِحِ السَّمَان عَنْ ابى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ : اَلعُمْرَةُ اِلى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لمَا بَيْنَهُما وَالحَجُّ المَبرُورُ لَيْسَ له جَزاءٌ اِلَّا الجَنَّةُ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا،انہوں نے کہا کہ ہم کوامام مالک نے خبردی، انہیں ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے غلام سمی نے خبردی،انہیں ابو صالح سمان نے خبردی اورانہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ایک عمرہ کے بعددوسراعمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہےاورحجِ مبرورکی جزاجنت کے سوااورکچھ نہیں ہے۔"

(بخاری: 1773)

باب۔سواری پرسوارہوکرحج کے لیے جانامسنون ہے

(۷۷۱)۔سیدناانسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اونٹنی کے) پالان پرسوار ہوکرحج کیااوراسی اونٹنی پرآپ ﷺ کا سامان بھی تھا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے فرمایانبی ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پراورایک ایسی چادراوڑھ کرحج اداکیاجس کی قیمت چاردرہم تھی یاچاردرہم کے

برابر بھی نہ تھی اور فرمایا: اے اللہ! حج (کے فرض کی ادائیگی مقصود) ہے دکھلاوا اور شہرت (مقصود) نہیں۔

(ابن ماجه: 2890)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر مقام ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی پھر اپنی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کی دائیں جانب زخم لگایا خون صاف کر دیا اور اسے دو جوتیوں کا ہار پہنا دیا۔ پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے جب وہ مقام بیداء پر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے حج کے لیے تلبیہ پکارا۔

(مسلم كتاب الحج: 1243)

حضرت عبداللہ بن عمر جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم دیتے چنانچہ سواری لائی جاتی آپ رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو جاتے جب وہ آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو قبلہ رُخ کھڑے ہوتے اور تلبیہ پکارنا شروع کر دیتے حتی کہ حرم میں داخل ہو جاتے وہاں پہنچ کر تلبیہ ختم کر دیتے پھر ذی طوی میں تشریف لاتے رات وہیں قیام فرماتے صبح ہوتی تو نماز پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) آپ رضی اللہ عنہم کو یقین تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

(بخاری كتاب الحج: 1553)

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ ۲۷

اور لوگوں میں حج کا اعلان کردیں۔ وہ آپ کے پاس پیدل اور ہر اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے اور وہ (اونٹ) دور دراز راستوں سے آئیں گے۔ (27) تاکہ وہ اپنے منافع کے لئے حاضر ہوں۔

(الحج:2827)

باب۔ حج مبرور کی فضیلت کا بیان

(۷۷۲)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم جہاد کو بہت بڑی عبادت سمجھتے ہیں پس کیا ہم لوگ جہاد نہ کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ عمدہ جہاد ”حج مبرور“ ہے۔“

(۷۷۳)۔سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا :
''جو شخص اللہ کے لیے حج کرے پھر (حج کے دوران) کوئی فحش بات کرے اور نہ گناہ کر ے تو وہ حج کر کے اس طرح بے گناہ واپس لوٹے گا کہ آج اس کی ماں نے اسے (بے گناہ اور معصوم)جنم دیا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔عرض کیا گیا: پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد۔عرض کیا گیا: پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔(نیکیوں والا حج)
(صحیح مسلم : 248)

عَنْ عَبْدِاللهِ ''بْنِ مَسْعُودٍ'' قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :''تَابِعُوا بَيْنَ. الحَجِّ والعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ والذُّنُوبَ كَمَا يَنقِفِي ا؛ كَيرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ والذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَلَيْسَ لَحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الجَنَّةُ''(ترمذی:810)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں ن کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پے در پے بجالاؤ حج اور عمرہ اس لئے کہ وہ دونوں مٹاتے ہیں فقر اور گناہوں کو جیسے مٹاتی ہے بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو اور حج مقبول کا بدلہ کچھ نہیں سوا جنت کے۔

باب۔یمن والے احرام کہاں سے باندھیں؟

(۷۷۴)۔سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ کو میقات قرار دیا تھا اور شام کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن المنازل اور یمن والوں کے لیے یلملم ۔ یہ مقامات یہاں کے رہنے والوں کے لیے بھی میقات ہیں ۔اور جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے غیر مقام کا رہنے والا (مقامات) کی طرف سے ہو کر آئے،اس کی بھی میقات ہیں پھر جو شخص ان مقامات سے مکہ کی طرف کا رہنے والا ہو تو وہ جہاں سے نکلے احرام باندھ لے اسی طرح مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھ لیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا :اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ ، وَلِاَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ ، وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ ، وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ

يَلَمْلَمَ.(نسائی: 2654)
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے میقات مقرر کیا مدینے والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے اور مصر والوں کے لیے جحفہ اور عراق والوں کے لیے ذات عرق اور یمن والوں کے لیے یلملم۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّأْمِ مِنْ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ .
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، شام کے لوگ جحفہ سے اور نجد کے لوگ قرن منازل سے۔عبداللہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور یمن کے لوگ یلملم سے احرام باندھیں۔

(بخاری : 1525)

((باب))

(۷۷۵)۔عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے میدان میں اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی اور سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات گزاری اورمناسک حج کی ابتداء یہیں سے کی اوراسی مسجد میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

(مسلم: 2823)

باب۔نبی ﷺ کا شجرہ کے راستے سے حج کے لیے جانا ثابت ہے۔

(۷۷۶)۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے جاتے وقت شجرہ کے راستے سے جاتے تھے اور معرس کے راستے سے واپس آتے اور بیشک رسول اللہ ﷺ جب مکہ کی طرف جاتے تھے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے تھے اور جب واپس آتے تو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے جو کہ وادی کے درمیان واقع ہے اور پھر آپ ﷺ صبح تک وہیں رہ کر رات گزارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) نکلتے ہوئے شجرہ والی راہ اختیار فرماتے (یعنی ذوالحلیفہ والی جہاں اس زمانے میں ایک درخت بھی تھا) اور واپسی میں معرس والی جانب سے داخل ہوتے۔ (یعنی مدینہ میں)

(ابوداود: 1867)

شجرہ ایک درخت تھا ذوالحلیفہ کے قریب۔ آنحضرت ﷺ اسی راستے سے آتے اور جاتے اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے آج کل اس جگہ کا نام بئر علی ہے یہ علی حضرت علی بن ابوطالب نہیں بلکہ کوئی اور علی ہیں جن کی طرف یہ جگہ اور یہاں کا کنواں منسوب ہے۔ معرس عربی میں اس مقام کو کہتے ہیں جہاں مسافر رات کو اتریں اور وہاں ڈیرہ لگائیں یہ مذکورہ معرس ذوالحلیفہ کی مسجد تلے واقع ہے اور یہاں سے مدینہ بہت ہی قریب ہے۔

(صحیح بخاری داودراز)

باب۔ نبی ﷺ کا فرمانا کہ عقیق نامی وادی ایک مبارک وادی ہے۔

(۷۷۷)۔ امیر المومنین عمر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو وادئ عقیق میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آج شب کو میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے (مجھ سے) کہا کہ اس مبارک وادی (یعنی عقیق) میں نماز پڑھو اور کہو کہ ''میں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا (کیونکہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے ۔ایام حج میں بھی عمرہ کیا جا سکے گا)۔''

(۷۷۸)۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اخیر شب میں جب آپ ﷺ معرس کے قریب ذوالحلیفہ میں مقیم تھے، وادئ عقیق میں یہ خواب دکھایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اس وقت آپ ﷺ ایک مبارک وادی میں ہیں (یاد رہے کہ نبی ﷺ کے خواب بھی وحی میں شامل ہیں)۔

باب۔ اگر کپڑوں میں خوشبو لگی ہوئی ہو تو احرام باندھنے سے پہلے ان کو تین مرتبہ دھونا چاہیے۔

(۷۷۹)۔ سیدنا یعلیٰ بن امیہ نے سیدنا عمرؓ سے کہا کہ مجھے نبی ﷺ کو اس حالت میں دکھا دیجیے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو تو سیدنا عمرؓ نے کہا اچھا۔ یعلیٰؓ کہتے ہیں کہ اس حالت میں کہ نبی ﷺ مقام جعرانہ میں تھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا

اوراس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو حالانکہ وہ خوشبو سے تر ہو؟ تو نبی ﷺ نے کچھ دیر سکوت فرمایا پھر آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی تو سیدنا عمرؓ نے یعلیٰؓ کی طرف اشارہ کیا تو وہ آئے اوراس وقت رسول اللہ ﷺ کے اوپر ایک کپڑا تنا ہوا تھا اس سے آپ ﷺ پر سایہ کیا گیا تھا تو یعلیٰؓ نے اپنا سراس کپڑے کے اندر ڈالا تو کیا دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہے اور آپ ﷺ خراٹے لے رہے ہیں پھر وہ حالت آپ ﷺ سے زائل ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کی بابت سوال کیا تھا :''وہ شخص لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو خوشبو تجھے لگی ہوگی اس کو تین مرتبہ دھوڈالو اوراپنا جبہ اپنے جسم سے اتاردو اور عمرہ میں بھی اسی طرح اعمال کرو جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو۔''

حضرت صفوان بن یعلی بن امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ جعرانہ میں تھے اوراس آدمی نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اوراس کے سراور داڑھی کے بال زرد آلود اوراس کے جسم پر ایک جبہ تھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اپنے جسم سے جبہ اتاردے اوراپنے سراور داڑھی کے بالوں سے زرد رنگ دھوڈال اور جو تو اپنے حج میں کرتا تھا اپنے عمرہ میں بھی اسی طرح کر۔

(مسلم: 2801)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھنے والے کو ورس اور زعفران میں رنگی ہوئی چادریں پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ: 2370)

باب۔احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا کیسا ہے؟اور جب احرام باندھنے کا ارادہ ہی کرے تو کیا پہنے؟

(۷۸۰)۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ (نبی ﷺ کی بیوی) کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے وقت خوشبو لگاتی، اسی طرح جب آپ ﷺ احرام کھولتے طواف زیارت سے پہلے (تو اس وقت بھی آپ ﷺ کو خوشبو لگا دیتی تھی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور رسول اللہ ﷺ لبیک پکار رہے ہیں۔

(ابن ماجه: 2927)

حضرت عثمان بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت کونسی خوشبو لگائی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سب سے زیادہ پاکیزہ اور اچھی خوشبو۔

(مسلم: 2829)

باب۔جس نے بالوں کو جما کر احرام باندھا۔

(۷۸۱)۔سیدنا عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ بالوں کو جمائے ہوئے لبیک پکار رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کے ساتھ اپنے بال چپکائے ہوئے تھے۔

(ابو داؤد: 1748)

رسول اللہ ﷺ نے کسی چپکنے والی چیز کے ساتھ سر کے بالوں کو چپکا لیا تاکہ گرد وغبار سے محفوظ رہیں اور خوشبو بھی برقرار رہے (یہ کام ایسے شخص کے لیے ہے جس کے بال لمبے ہوں) اس عمل کو تلبید کہتے ہیں۔

(حج کی کتاب عمران ایوب لاہوری)

ام المومنین حفصہ ؓ زوجہ نبی ﷺ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو گئے اور آپ ﷺ عمرہ کر کے احرام سے باہر نہیں ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کے بال جمائے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈال دیا، لہٰذا میں جب تک قربانی نہ کرلوں احرام سے باہر نہیں آ سکتا۔''

(بخاری کتاب الحج)

باب۔مسجد ذوالحلیفہ کے پاس (احرام باندھ کر) لبیک پکارنا مسنون ہے

(۷۸۲)۔سیدنا ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھ کر تلبیہ (یعنی

لبیک) نہیں پکارا مگر مسجد کے پاس سے یعنی ذوالحلیفہ کی مسجد (کے قریب) سے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکاب میں قدم رکھتے اور آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس لبیک پکارتے۔

(ابن ماجہ: 2916)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ، وَسَلَتَ الدَّمَ، وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ، أَهَلَّ بِالْحَجِّ. (مسلم: 3016)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی منگوائی اور آپ نے اس کی کوہان کے دائیں پہلو میں اشعار کیا (برچھی وغیرہ سے زخم کر کے خون نکالنا تاکہ قربانی کے جانور کی نشانی ہو جائے) پھر اس خون کو ہاتھ سے مل دیا اور اونٹنی کے گلے میں دو جوتیوں کو لٹکا دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ میدان میں سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا تلبیہ پڑھا۔ (تلبیہ "لبیک اللھم لبیک" کو کہتے ہیں)۔

باب۔ حج میں (تنہا) یا کسی کے ساتھ سوار ہونا

(۷۸۳)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ سے مزدلفہ تک سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ہمرکاب کر لیا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دونوں (صحابیوں) نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔

حضرت علی سے روایت ہے انہوں نے کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر آپ اپنی اونٹنی پر درمیانی چال سے روانہ ہوئے اور لوگ دائیں بائیں اونٹوں کو پیٹ رہے تھے آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور فرما رہے تھے لوگو! سکون کے ساتھ اور آپ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہوئے۔

(ابو داود: 1922)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے کہ (قبیلہ) خشعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگےاور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو نبی ﷺ کے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔اس عورت نے کہا کہ یارسول اللہ! اللہ کے فرض نے جوادائے حج کے سلسلے میں اس کے بندوں پر ہے میرے بوڑھے اور ضعیف باپ کو پالیا ہے (یعنی حج کرنا ان پر ضرور ہوگیا ہے لیکن) وہ سواری پر نہیں جم سکتے پس کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کرلے۔'' اور یہ (واقعہ) حجۃ الوداع میں ہوا تھا۔

(مسلم: 3251)

باب۔محرم کس قسم کے کپڑے اور چادر اور تہہ بند پہنے؟

(۷۸۴)۔سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ، کنگھی کرنے اور تیل ڈالنے اور چادر اوڑھنے اور تہہ بند پہننے کے بعد مدینہ سے چلے، پھر آپ ﷺ نے کسی قسم کی چادر اور تہہ بند کے پہننے سے منع نہیں فرمایا سوائے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کے جس سے بدن پر زعفران جھڑے۔ پھر صبح کو آپ ﷺ ذوالحلفیہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب (مقام) بیداء میں پہنچے تو آپ ﷺ کے صحابہ نے لبیک کہا اور اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالنے اور اس وقت ذیقعد مہینے کے پانچ دن باقی تھے۔ پھر آپ ﷺ چوتھی ذی الحجہ کو مکہ پہنچے اور آپ ﷺ نے کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور آپ ﷺ اپنی قربانی کے جانوروں کی وجہ سے احرام سے باہر نہیں ہوئے کیونکہ آپ ﷺ ان کے گلے میں ہار ڈال چکے تھے۔ پھر آپ ﷺ مکہ کی بلندی (مقام) حجون کے پاس اترے اور آپ ﷺ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے، طواف کرنے کے بعد آپ ﷺ کعبہ کے قریب بھی نہ گئے یہاں تک کہ عرفہ سے لوٹ آئے۔ اور آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کا اور صفا مروہ کا طواف کریں، اس کے بعد اپنے بال کتروا ڈالیں اور احرام کھول دیں۔ مگر یہ حکم اسی شخص کے لیے تھا جس کے ہمراہ قربانی کا جانور ہو اور نہ اس نے اس جانور کے گلے میں ہار ڈالا ہو اور بال کتروانے کے بعد جس کے ہمراہ اس کی بیوی ہو اس سے صحبت کرنا، خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا سب جائز ہوگیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا جسے تہبند نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

(ابو داود: 1829)

احرام کے احکامات

سوال: احرام کسے کہتے ہیں؟

احرام اس خاص لباس کو کہتے ہیں جو حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے میقات سے پہنا جاتا ہے

مردوں کا احرام

1۔ دوران سعی چادریں۔ ایک تہ بند کے طور پر باندھ لی جائے اور دوسری اوپر اوڑھ لی جائے۔

2۔ احرام میں سر اور چہرہ ننگا ہو۔

3۔ جوتا ایسا پہنیں کہ ٹخنے ننگے ہوں۔

4۔ جوتا نہ ہونے کی صورت میں موزے استعمال کئے جا سکتے ہیں لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ لینا چاہئے۔

ابن عمر سے روایت ہے: تمہیں چاہئے کہ تہ بند چادر اور جوتوں میں احرام باندھو۔ اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لیں لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لیں۔ (ابن خزیمہ: 2601)

عورتوں کا احرام

1۔ عورتوں کے احرام کے لئے کوئی مخصوص لباس نہیں بلکہ ان کا احرام وہی لباس ہے جو عام طور پر پہنتی ہیں۔

2۔ احرام میں نقاب اور دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے

نوٹ: نقاب سے مراد وہ سلا ہوا مخصوص کپڑا ہے جو پردہ کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔

نقاب نہ پہننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احرام والی عورت غیر محرم مردوں سے چہرہ نہیں چھپائے گی۔ اسے اپنی چادر کے ساتھ غیر محرموں سے اپنا چہرہ چھپانا چاہئے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانا جِلْبَابَها مِنْ رَأْسِها عَلَىٰ وَجْهِها، فَإِذَا جاوَزُونَا كَشَفْناهُ. (ابو داود: 1833)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام سے ہوتی

تھیں اور قافلے والے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم اپنے پردے کی چادر کو سر سے چہرے پر لٹکا لیتیں جب وہ گزر جاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔

علامہ البانی فرماتے ہیں۔عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لینا جائز ہے۔ یہ نقاب ڈالنا نہیں ہے۔ان دونوں کو برابر قرار دینا خطا ہے۔(التعلیقات الرضیہ علی الروضۃ الندیۃ : 2/ 71)

باب۔تلبیہ یعنی لبیک کس طرح کہتے ہیں؟

(۷۸۵)۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا:''اے اللہ! میں تیرے دروازہ پر بار بار حاضر ہوں اور تیرے بلانے کا جواب دیتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، ہر طرح کی تعریف اور احسان تیرا ہی ہے اور بادشاہی تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ ﷺ کو لے کر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سیدھی کھڑی ہوگئی، تب آپ ﷺ نے لبیک فرمائی یعنی ''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے، ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں''۔انہوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرص کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ہے۔ نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرص اس میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے کہ ''میں حاضر ہوں (تیری خدمت میں) میں حاضر ہوں، (تیری خدمت میں) میں حاضر ہوں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔میں حاضر ہوں اور تیری ہی طرف رغبت کرتا ہوں اور عمل تیرے ہی لئے ہے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا:''رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا:'' لَبَّیْکَ ! اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ! لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ! اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ'لَا شَرِیْکَ لَکَ '''' حاضر ہوں !اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں! تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔

(ابن ماجہ: 2919)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تلبیے میں فرمایا:

لبیک اللہ الحق لبیک
حاضر ہوں اے سچے معبود! میں حاضر ہوں!
(ابن ماجه: 2920)

حضرت عبداللہ بن عمران الفاظ کا اضافہ کرتے تھے:

لبیک لبیک ! لبیک وسعدیک ! وَالخَیرُ فِی یَدَیک .لبیک ! وَالرَّغبَاءُ اِلَیکَ وَالعَمَل

حاضر ہوں! حاضر ہوں! تیری اطاعت کی سعادت سے بہرہ ور ہوں۔اور ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے میں حاضر ہوں! (دل میں) تیری ہی لگن ہے اور (تیرے ہی لیے) عمل۔
(ابن ماجه: 2918)

باب۔لبیک کہنے سے پہلے سواری پر سوار ہوتے وقت تحمید اور تسبیح اور تکبیر کہنا مسنون ہے

(۷۸۶)۔سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ہم لوگ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے اور عصر کی ذوالحلیفہ میں پہنچ کر دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ ﷺ رات بھر ذوالحلیفہ میں رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر آپ ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی سواری بیداء میں پہنچی تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور تسبیح پڑھی اور تکبیر کہی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کی لبیک پکاری اور لوگوں نے بھی حج وعمرہ دونوں کی لبیک کہی پھر جب ہم لوگ (مکہ میں) پہنچے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو (احرام کھولنے کا) حکم دیا چنانچہ وہ احرام سے باہر ہو گئے یہاں تک کہ ترویہ کا آیا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا۔سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کئی اونٹ، کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نحر (قربان) کیے اور مدینہ میں سینگوں والے دو مینڈھے رسول اللہ ﷺ نے قربان کیے تھے۔

سواری پر سوار ہو کر یہ دُعا پڑھے

حضرت عبداللہ بن عمر نے جناب علی الازدی کو سفر کے آداب میں یہ سکھایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کی غرض سے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو کہتے:

اللّٰہُ اکبر ،اللّٰہُ اکبر ،اللّٰہُ اکبر سُبحَانَ الَّذِی سَخَّرَلَنا ھَذَا وَمَا کُنَّا لَہُ

مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ إنا نَسْئَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ .

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، وہ ذات پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا ورنہ ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس لوٹنے والے ہیں اے اللہ ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی تقوی اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرتا ہے اے اللہ ہم پر ہمارا یہ سفر آسان بنادے اور اس کی لمبی مسافت سے ہم کو لپیٹ لے اے اللہ تو ہی ہمارا ساتھی ہے اس سفر میں اور تو ہی ہمارا جانشین ہے گھر والوں میں۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت سے تکلیف دہ منظر سے اور مال اور اہل وعیال میں بری واپسی سے۔

(مسلم کتاب الحج: 1342 ابوداود: 2599)

حضرت انس کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گزاری حتی کے صبح ہوگئی پھر آپ (ظہر کے بعد) اپنی سواری پر سوار ہوئے حتی کہ جب وہ آپ کو لے کر میدان بیداء میں سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ کی حمد تسبیح اور تقدیس پکاری پھر حج اور عمرے کا تلبیہ کہا۔

(ابوداود: 1796)

باب۔ قبلہ رو ہو کے احرام باندھنا مسنون ہے

(۷۸۷)۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ ذوالحلفیہ سے تلبیہ (لبیک) کہنا شروع کر دیتے اور حرم میں پہنچ کر رک جاتے، ذی طویٰ مقام پر پہنچ کر صبح ہونے تک رات بسر کرتے، پھر جب نماز فجر پڑھ لیتے تو غسل فرماتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم دیتے چنانچہ سواری لائی جاتی آپ رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو جاتے جب وہ آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو قبلہ رُخ کھڑے ہوتے اور تلبیہ پکارنا شروع کر دیتے حتی کہ حرم

میں داخل ہوجاتے وہاں پہنچ کر تلبیہ ختم کردیتے پھر ذی طوی میں تشریف لاتے رات وہیں قیام فرماتے صبح ہوتی تو نماز پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) آپ رضی اللہ عنہم کو یقین تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

(بخاری کتاب الحج: 1553)

باب۔وادی میں اترتے ہوئے تلبیہ کہنا

(۷۸۸)۔سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا:" گویا میں (اس وقت) ان کو دیکھ رہا ہوں جب کہ وہ نشیب میں لبیک کہتے ہوئے اتر رہے تھے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے ہم ایک وادی سے گزرے تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں آپ نے ان کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں کچھ فرمایا (جو راوی حدیث) داود (بن ابی ہند) کو یاد نہیں رہا۔انہوں نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئی ہیں وہ اللہ سے بلند آواز سے فریاد کرتے لبیک پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔صحابی نے فرمایا پھر ہم نے سفر جاری رکھا حتی کہ ایک گھاٹی تک پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ کون سی گھاٹی ہے لوگوں نے کہا ھرشیٰ یالفت کی گھاٹی ہے آپ نے فرمایا گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اون کا جبہ اوڑھے ہوئے ہیں ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی رسی کی ہے اور وہ لبیک پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔

(ابن ماجه: 2891)

باب۔جس شخص نے نبی ﷺ کے عہد میں نبی ﷺ کے مثل احرام باندھا

(۷۸۹)۔سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے میری قوم کی طرف یمن بھیجا تھا پس میں (لوٹ کر ایسے وقت) آیا کہ آپ ﷺ بطحاء میں تھے،آپ ﷺ نے (مجھ سے) دریافت کیا کہ تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے نبی ﷺ کے احرام کے مثل احرام باندھا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:" کیا تمہارے ہمراہ قربانی کا

لبیک) نہیں پکارا مگر مسجد کے پاس سے یعنی ذوالحلیفہ کی مسجد (کے قریب) سے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکاب میں قدم رکھتے اور آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس لبیک پکارتے۔

(ابن ماجه 2916)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ، وَسَلَتَ الدَّمَ، وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ، أَهَلَّ بِالْحَجِّ. (مسلم 3016)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی منگوائی اور آپ نے اس کی کوہان کے دائیں پہلو میں اشعار کیا (برچھی وغیرہ سے زخم کر کے خون نکالنا تا کہ قربانی کے جانور کی نشانی ہو جائے) پھر اس خون کو ہاتھ سے مل دیا اور اونٹنی کے گلے میں دو جوتیوں کو لٹکا دیا۔ پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ میدان میں سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے حج کا تلبیہ پڑھا۔ (تلبیہ "لبیک اللھم لبیک" کو کہتے ہیں)۔

باب۔ حج میں (تنہا) یا کسی کے ساتھ سوار ہونا

(۷۸۳)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ سے مزدلفہ تک سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ہمرکاب کر لیا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دونوں (صحابیوں) نے بیان کیا کہ نبی ﷺ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔

حضرت علی سے روایت ہے انہوں نے کہا پھر آپ ﷺ نے اسامہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر آپ اپنی اونٹنی پر درمیانی چال سے روانہ ہوئے اور لوگ دائیں بائیں اونٹوں کو پیٹ رہے تھے آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور فرما رہے تھے لوگو! سکون کے ساتھ اور آپ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہوئے۔

حج کے مہینے کون سے ہیں؟

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوْقَ لا وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰيز وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ١٩٧

حج کے مہینے معروف ہیں۔ پھر جو شخص ان میں حج کا عزم کرے تو وہ حج کے دوران نہ فحش گفتگو کرے، نہ نافرمانی کے کام اور نہ لڑائی جھگڑا۔ اور بھلائی میں سے جو کام تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو جان لے گا۔ اور اپنے ساتھ زادِراہ لے لو۔ پھر یقیناً بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو۔(197)

شوال، ذی قعدہ، ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔(موسوعۃ المناھی الشرعیۃ: 2 / 104)

باب۔ تمتع، قران اور حج کا مفرد کا بیان اور جس کے پاس قربانی نہ ہو اسے حج فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کی اجازت ہے۔

(۷۹۱)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ سے چلے اور ہمیں صرف حج کا خیال تھا (یعنی حج کا احرام باندھا تھا) پھر جب ہم مکہ پہنچے اور کعبہ کا طواف کر چکے تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے ساتھ قربانی نہیں وہ (حج کے) احرام سے باہر ہو جائے پس جن لوگوں کے پاس قربانی نہیں تھی وہ احرام سے باہر ہو گئے اور آپ ﷺ کی ازواج کے پاس بھی قربانی نہیں تھی لہٰذا وہ احرام سے باہر ہو گئیں۔ ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حائضہ ہو جانے کی وجہ سے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی جب محصب کی رات آئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! لوگ تو عمرہ اور حج دونوں کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جب مکہ آئی تھی تو طواف نہیں کیا تھا؟'' میں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم تک جا، وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لے پھر عمرے سے فارغ ہو کر فلاں جگہ پر ہمیں ملنا۔'' ام المومنین صفیہؓ نے کہا کہ میں اپنے آپ کو تم سب کا روکنے والا سمجھتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بانجھ، کیا تم نے قربانی والے دن طواف نہیں کیا؟'' کہتی ہیں کہ میں نے عرض کہ ہاں کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر کچھ حرج نہیں چلو۔

(۷۹۲)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سال (مکہ کی طرف) چلے تو ہم میں سے بعض لوگوں نے

عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض لوگوں نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا اور بعض لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا پس جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا وہ احرام سے باہر نہیں ہوا، یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا۔

(۷۹۳)۔ سیدنا عثمانؓ (اپنی خلافت میں) تمتع اور قران (حج اور عمرہ کے اکھٹا) کرنے سے منع کرتے تھے چنانچہ جب سیدنا علیؓ نے یہ دیکھا تو حج وعمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا اور کہا لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَحَجَّۃٍ (یعنی قران کیا) اور کہا کہ میں نبی ﷺ کی سنت کسی کے کہنے سے ترک نہیں کر سکتا۔

(۷۹۴)۔ سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ (دور جاہلیت میں) لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا تمام دنیا کی برائیوں سے بڑھ کر ہے اور وہ لوگ ماہ محرم کو ماہ صفر قرار دے لیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم (جو سفر حج میں اس پر کجاوا باندھنے سے اکثر آ جاتا ہے) اچھا ہو جائے اور نشان بالکل مٹ جائے اور صفر گزر جائے تو اس وقت عمرہ حلال ہے اس شخص کے لیے جو عمرہ کرنا چاہے۔ پس جب نبی ﷺ اور صحابہ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس احرام کو (توڑ کر اس کی بجائے) عمرہ (کا احرام) کر لیں پس یہ بات ان لوگوں کو بری معلوم ہوئی اور وہ لوگ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! کونسی بات احرام سے باہر ہونے کی کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب باتیں۔''

(۷۹۵)۔ ام المومنین حفصہؓ زوجہ نبی ﷺ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو گئے اور آپ ﷺ عمرہ کر کے احرام سے باہر نہیں ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کے بال جمائے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈال دیا، لہٰذا میں جب تک قربانی نہ کر لوں احرام سے باہر نہیں آ سکتا۔''

(۷۹۶)۔ سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے تمتع کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا پس ابن عباسؓ نے اسے حکم دیا کہ تم اطمینان سے تمتع کرو۔ اس آدمی نے کہا کہ پس میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ''حج بھی عمدہ ہے اور عمرہ بھی مقبول ہے۔'' پس میں نے یہ خواب سیدنا ابن عباسؓ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے (شوق سے کرو)۔

(۷۹۷)۔سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ہمراہ حج کیا جب کہ آپ ﷺ اپنے ہمراہ قربانی لے گئے تھے اور سب صحابہ نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ’’تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام سے باہر آ جاؤ اور بال کتروا ڈالو پھر احرام سے باہر ہو کر ٹھہرے رہو یہاں تک کہ جب آٹھویں تاریخ ہو تو تم لوگ حج کا احرام باندھ لینا اور یہ احرام جس کے ساتھ تم آئے ہو اس کو تمتع کر دو۔‘‘ صحابہ نے عرض کی کہ ہم اس کو تمتع کر دیں حالانکہ ہم حج کا نام لے چکے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جو کچھ میں تم کو حکم دیتا ہوں وہی کرو اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جس طرح تم کو حکم دیتا ہوں لیکن اب مجھ سے احرام علیحدہ نہیں ہو سکتا جب کہ قربانی اپنی اپنی قربان گاہ پر نہ پہنچ جائے۔‘‘

حج قران

احرام باندھنا	حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرنا اور اپنے احرام میں دونوں کو ملاتا ہے
نیت کرنا	اللّٰھُمّ لبیک عمرہ وحجاً
طواف قدوم کرنا	طواف قدوم کرے گا
صفا و مروہ کی سعی کرنا	i۔ یہ سعی اس کے لئے ضروری ہے ii اگر 10 ذوالحجہ والی سعی کی جگہ کرلے تو اس دن سعی کرنا واجب نہیں ہوگا
بال منڈوانا یا کتروانا	بال منڈوائے کا کتروائے گا
احرام	نہیں کھولے گا اسی کے ساتھ حج کرے گا
آٹھویں ذوالحجہ	مناسک حج کی ابتدا کرے گا
دسویں ذوالحجہ	جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا قربانی کرنا بال کتروانا یا منڈوانا
طواف زیارہ	اگر عمرہ کے دوران سعی کرلی تو دوبارہ سعی کرنی ضروری نہیں

حضرت ابوطلحہ (زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کو ملا کر (حج قران) کیا۔ (ابن ماجہ: 2971)

حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جب (مکہ مکرمہ) تشریف

لائے تو انہوں نے اپنے حج اور عمرے (دونوں) کے لیے صرف ایک ہی طواف کیا تھا۔
(ابن ماجه: 2972)

باب۔ نبی ﷺ کے عہد میں تمتع کا ہونا ثابت ہے

(۷۹۸)۔سیدنا عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں (حج) تمتع کیا ہے اور قرآن میں یہی حکم اس کی بابت نازل ہوا مگر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

حج تمتع

احرام باندھنا	عمرہ ادا کرنے کے بعد غیر محرم ہونے کا فائدہ اُٹھانے والا
نیت کرنا	i۔میقات سے عمرے کا احرام باندھنا
	ii۔عمرے کے بعد احرام کھول دینا 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنا
نیت کرنا	اللّٰھُمّ لبیک عمرہ کہنا
طواف قدوم کرنا	طواف قدوم کے ساتھ عمرہ کرے گا
صفاومروہ کی سعی کرنا	صفاومروہ کی سعی کرے گا
بال منڈوانا یا کتروانا	بال منڈوائے یا کتروائے گا
احرام	کھول دے گا
آٹھویں ذوالحجہ	دوبارہ احرام باندھے گا اللّٰھُمّ لبیک حجا کہے گا
نویں ذوالحجہ	نویں ذوالحجہ کے اعمال سب کے لئے ایک جیسے ہیں
دسویں ذوالحجہ	i۔جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا ii۔قربانی کرنا
	iii۔بال کتروانا یا منڈوانا iv۔طواف زیارہ
	v۔صفامروہ کی سعی واجب ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کیساتھ حج تمتع کیا اور اسکے بارے میں قرآن نہیں اترا (یعنی اس سے نہی میں) جس شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔ (مراد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ حج تمتع سے منع کرتے تھے)۔ ﷺ مقام غور ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کی بات جب آپ ﷺ کی بات کے خلاف تھی تو صحابہ کرام نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا انکار کردیا، اور آج ہم اور ہمارے علماء (منہ سے بھلے اقرار نہ کریں لیکن عملاً) اماموں کی بات کی وجہ سے آپ ﷺ کی بات

(احادیث) چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سیدھا رستہ دکھائے آمین ﷺ

(مسلم کتاب الحج)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حج تمتع کے جواز کا فتوی دیا کرتے تھے ۔انہیں ایک آدمی نے کہا: ابھی اپنے کچھ فتوے دینے سے اجتناب کیجیے۔ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی غیر موجودگی میں امیر المومنین نے حج کے بارے میں کیا فرمایا ہے ۔(ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں بعد میں ان سے ملا اور دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ (تمتع) کیا لیکن مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ لوگ رات کو درختوں تلے عورتوں سے خلوت کریں، پھر صبح کو حج کے لیے روانہ ہو جائیں جب کہ ان کے سروں سے (نہانے کی وجہ سے پانی کے) قطرے ٹپک رہے ہوں۔

(ابن ماجہ: 2979)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا۔

(مسلم کتاب الحج)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''حج میں تمتع کرنا صرف حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تھا۔

(ابن ماجہ: 2985)

حج افراد

احرام باندھنا	میقات سے احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرنا
نیت کرنا	**اللّٰھُمّ لبیک حجا**
طواف قدوم کرنا	i۔ اگر مکہ جائے تو طواف قدوم کر لے تو اس کے لئے یہ نفلی طواف ہوگا ii۔ سیدھا منیٰ یا عرفات جا سکتا ہے
صفا و مروہ کی سعی کرنا	i۔ یہ سعی اس کے لئے ضروری نہیں۔ ii۔ اگر 10 ذوالحجہ والی سعی کی نیت کر لے تو اس دن سعی نہیں کرنی پڑے گی

بال منڈوانا یا کتروانا	بال نہیں منڈوائے گا۔		
احرام	نہیں کھولے گا اسی کے ساتھ حج کرے گا۔		
آٹھویں ذوالحجہ	مناسک حج کی ابتدا کرے گا۔		
دسویں ذوالحجہ	جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا	قربانی واجب نہیں	بال کتروانا یا منڈوانا
طواف زیارہ	اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تو طواف زیارہ کے بعد سعی کرے گا۔		

664: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کیساتھ حج مفرد کی لبیک پکاری۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد کی لبیک پکاری۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

(ابن ماجہ: 2966)

665: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا (یعنی صرف حج کیا)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد ادا کیا۔

(ابن ماجہ: 2967)

باب۔ مکہ میں کس مقام سے داخل ہونا مسنون ہے؟

(۷۹۹)۔ سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مکہ میں کداء کی طرف سے یعنی اونچی گھاٹی کی طرف سے جو بطحاء میں ہے داخل ہوتے اور نچلی گھاٹی کی طرف سے مکہ سے (جاتے وقت) نکلتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا سے داخل ہوتے تھے اور جب باہر نکلتے تو ثنیہ سفلی سے نکلتے تھے۔

(ابن ماجہ: 2940)

باب۔ مکہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت

(۸۰۰)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے حطیم دیوار کی

بابت پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کہ پھر ان لوگوں نے اس کو کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا (اس سبب سے انہوں نے داخل نہیں کیا)۔'' میں نے عرض کی کہ دروازہ کی کیا کیفت ہے؟ اس قدر اونچا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہاری قوم نے اس لیے کیا کہ جس کو چاہیں کعبہ کے اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں اور اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب تر نہ ہوتا اور مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دلوں کو برا معلوم ہو گا تو میں ضرور حطیم کو کعبہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا (یعنی چوکھٹ نیچی کر دیتا)۔''

(۸۰۱)۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہ) اگر تمہاری قوم کا دور، جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کے منہدم کر دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ میں اس سے خارج کر دیا گیا ہے اس کو دوبارہ اسی میں شامل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا، ایک شرقی دروازہ ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیمؑ کی بنیادوں کیموافق کر دیتا۔''

حضرت صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے مکہ کو اسی دن حرم (محترم مقام) قرار دے دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا وہ قیامت کے دن تک قابل احترام رہے گا (اس لیے) اس کا درکت نہ کاٹا جائے نہ اس میں شکار کو بھگایا جائے اور وہاں گری پڑی چیز وہی اٹھا سکتا ہے جو اعلان کرنا چاہتا ہو۔

(ابن ماجہ: 3109)

مکہ کے گھروں میں وارثت جاری ہونا اور ان کی خرید و فروخت درست ہے اور لوگ مسجد حرام میں برابر کا حق رکھتے ہیں

(۸۰۲)۔سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حجتہ الوداع میں جاتے وقت عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ، مکہ میں اپنے گھر کے کس مقام میں تشریف فرما ہوں گے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''عقیل نے کوئی جائداد یا مکانات (ہمارے لیے) چھوڑے ہی کب ہیں'' اور عقیل اور طالب، ابو طالب کے وارث ہوئے تھے، نہ سیدنا جعفرؓ

ان کی کسی چیز کے وارث ہوئے تھے اور نہ سیدنا علیؓ۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (اس وقت تک) کافر تھے۔

حضرت علقمہ بن نضلہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے پھر حضرت ابوبکر اور عمر بھی فوت ہو گئے (ان سب کے زمانے میں یہ کیفیت تھی کہ) مکہ کے مکانات وقف کہلاتے تھے جس کو ضرورت ہوتی ان میں ٹھہرتا اور جس کو ضرورت نہ ہوتی کسی اور کو (ان میں) ٹھہرا دیتا۔

(ابن ماجه: 3107)

باب۔ نبی ﷺ کا مکہ میں اترنا ثابت ہے

(۸۰۳)۔ سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی سے اگلے دن یعنی گیارہ ذوالحجہ کو فرمایا اور اس وقت آپ منیٰ میں تھے: ''ہم کل ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں مشرکوں نے کفر پر باہم معاہدہ کیا تھا یعنی محصب میں اتریں گے اور یہ واقعہ (کفر پر معاہدہ کا) اس طرح ہوا تھا کہ قریش نے اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب (یا راوی نے کہا کہ) بنی مطلب کے خلاف یہ معاہدہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ مناکحت (رشتہ ناطہ) نہ کریں گے اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں گے یہاں تک کہ بنی ہاشم نبی ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔''

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کل آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے حج کے دوران کا واقعہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا ہم کل بنو کنانہ کے خیف (وادی محصب) میں ٹھہریں گے جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کے لیے آپس میں قسمیں کھائی تھیں۔

(ابن ماجه: 2942)

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب بنو کنانہ نے قریش سے قسمیں کھا کر بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ کیا تھا کہ بنو ہاشم سے رشتہ ناتا نہیں کریں گے اور ان سے خرید و فروخت بھی نہیں کریں گے۔

باب۔ کعبہ کا منہدم ہونا

(۸۰۴)۔ سیدنا ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی (قیامت کے قریب) کعبہ کو منہدم کر دے گا۔“

باب۔اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مائدہ میں یہ) فرمانا کہ ”اللہ نے کعبے، حرمت والے گھر کو لوگوں کے لیے مرکز بنایا اور حرمت والے مہینے کو بھی۔۔۔۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَمًا لِّلنَّاس (المائدة97)

”اللہ تعالیٰ نے حُرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لیے مرکز بنایا ہے۔“

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:96)

”یقیناً پہلا گھر وہی ہے جو لوگوں کے لیے مکہ میں بنایا گیا۔جو بہت بابرکت ہے اور سارے جہان والوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔“

عن ابن عباس قال :نظر رسول الله ﷺ الی الکعبة فقال:

لَاإِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ،مَااَطْيَبَكِ ر،حَكِ،وَاَعْظَمَ حُرْمَتَكِ،والْمُؤمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً مِنْكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعالىٰ جَعَلَكِ حَرَاما،وحَرَّمَ مِنَ الْمُؤمِنِ مَالَهُ ودَمَهُ وعِرْضَهُ واَنْ نَظُنَّ بِهِ ظَنًّا سَيِّئاً.(مجمع الزوائدللهيثمی: 3/ 630حديث :5736,المعجم الکبير للطبرانی: 11/ 37)

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ کعبہ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کعبہ! تو کس قدر خوبصورت ہے! تیری فضا کتنی پیاری ہے! تیری حرمت کتنی عظیم ہے! لیکن ایک مومن کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف تجھے حرمت عطا کی ہے۔لیکن اس نے ایک مومن کے مال کو، اس کے خون کو، اس کی عزت کو اور اس سے بدگمانی کو حرام قرار دیا ہے۔“

(۸۰۵)۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ (ہم) رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور وہ ایک ایسا دن تھا کہ اس میں کعبہ پر غلاف بھی ڈالا جاتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کو فرض فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اب) جو شخص عاشورے کا روزہ رکھنا چاہے رکھ لے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ نہ رکھے۔“

(۸۰۶)۔سیدنا ابوسعید خدریؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

:''یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی کعبہ کا حج وعمرہ کیا جائے گا۔''

باب۔کعبہ کے کرانے کی ممانعت کا بیان

(۸۰۷)۔سیدنا ابن عباسؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:'' گویا کہ میں اس پتلی ٹانگوں والے سیاہ فام (یعنی حبشی) شخص کو دیکھ رہا ہوں جو کعبے کا ایک ایک پتھر اکھیڑ ڈالے گا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کعبہ کو حبشہ کا چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا گروہ گرادے گا۔

(مسلم: 7305)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی گروہ اللہ رب العزت کے گھر کو گرادے گا۔

(مسلم: 7307)

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :''اُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ .

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'' (کفار) حبشہ جب تک تم سے تعرض نہ کریں تم بھی انہیں چھوڑے رہو۔ بلاشبہ کعبے کا خزانہ نکالنے والا ایک حبشی ہی ہوگا جس کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔

(ابو داؤد: 4309)

عَنْ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ :قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ لَنا ذَاتَ يَوْمٍ ''مَا أَنْتُمْ إِذَا مَرَجَ الَّذِيْنَ وَسُفِكَ الدَّمُ وَظَهَرَتِ الزِّيْنَةُ وَشُرِّفَ الْبُنْيَانُ وَاخْتَلَفَ الْإِخْوَانُ وَحُرِّقَ الْبَيْتُ الْعَتِيْقُ ''.

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک روز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'' اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا، خون بہایا جائے گا، زیب و زینت ظاہر ہوگی، عمارتیں اونچی بنائی جائیں گی، بھائیوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور بیت اللہ شریف کو آگ لگا دی جائے گی۔

(طبرانی کتاب الفتن: 12371)

باب۔حجراسود کے بارے میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

(۸۰۸)۔امیرالمومنین عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجراسود کے پاس آئے پھراس کو بوسہ دیا اور کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن یہ پتھر ضرور اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا جس نے اسے حق کے ساتھ چوما اس کے حق میں گواہی دے گا۔

(ابن ماجه: 2944)

عَن ابُنِ عَبَاس قَال قَال رَسُول الله ﷺ نَزَلَ الُحَجَرُ الُاَسُوُدُ مِنَ الُجَنَّةِ وَهُوَاَشَدُّ بَيَاضًامِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتُهُ خَطَايَابَنِى ادَمَ(ترمذی:877)

آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''حجراسود جنت سے آیا ہے یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن ابنائے آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔''

سَمتُ رَسُول الله ﷺ يَقُولُ اِنَّ الرُّكُنَ وَالمَقَامَ يَاقُوتِ الُجَنَّةِ طَمَسَ اللهُ نُورَهُمَاوَلَوُيَطِمِسُ نُورَهَما لَاضَاءَ تَامَابَيُنَ الُمَشُرِقِ وَالُمَغُرِبِ.

(ترمذی: 878)

ارشاد رسول ﷺ ہے: ''حجراسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتی پتھر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو ختم کر دیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ان کے نور کو اگر نہ اچکتا تو مشرق و مغرب روشن ہو جاتے۔''

باب۔جو شخص حج کے دوران کعبہ کے اندر نہیں گیا

(۸۰۹)۔سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا پھر کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی (اس وقت) آپ ﷺ کے ہمراہ ایک آدمی تھا جو آپ ﷺ کو لوگوں سے چھپائے ہوئے تھا پھر ایک شخص نے عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے؟

توانھوں نے کہا ”نہیں۔“

یہ سن 7 ہجری عمرہ قضا کا واقعہ ہے اور آپ اس بار کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے۔
کعبہ کے اندر داخل ہونا کوئی لازمی رکن نہیں ہے نہ حج کی کوئی عبادت ہے اگر کوئی کعبہ کے اندر نہ جائے تو کچھ قباحت نہیں۔ آپ ﷺ خود حجۃ الوداع کے موقع پر اندر نہ گئے نہ عمرۃ القضاء کے موقع پر نہ عمرہ جعرانہ کے موقع پر۔ غالباً اس لیے بھی نہیں گئے کہ ان دنوں کعبہ میں بت رکھے ہوئے تھے پھر فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے کعبہ کی تطہیر کی اور بتوں کو نکالا تب آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔
حجۃ الوداع کے موقع پر آپ اندر نہیں گئے غالباً اس لیے بھی کہ لوگ سے لازمی نہ سمجھ لیں۔

(صحیح بخاری داود راز)

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو عثمان بن طلحہؓ کو بلایا، انھوں نے (کعبہ کا) دروازہ کھول دیا، پھر نبی ﷺ اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہؓ اندر گئے، اس کے بعد دروازہ بند کر لیا گیا، پھر آپ ﷺ اس میں تھوڑی دیر رہے، اس کے بعد سب لوگ نکلے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں کعبہ کی طرف جلدی سے بھاگا اور بلالؓ سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کس مقام میں؟ انھوں نے کہا دونوں ستونوں کے درمیان۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں مجھ سے یہ بات رہ گئی کہ ان سے پوچھتا کہ آپ ﷺ نے کس قدر نماز پڑھی۔

(بخاری کتاب الصلاۃ)

کعبہ میں داخل ہونا اور نماز پڑھنا درست ہے۔ کعبہ میں داخل ہونا حج یا عمرے کا حصہ نہیں رسول اللہ ﷺ کعبہ میں اس وقت داخل ہوئے تھے جب مکہ فتح ہوا۔

(فتح الباری)

باب۔ جس شخص نے کعبہ کے گرد تکبیر کہی

(۸۱۰)۔ سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (حج کرنے) تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کعبہ کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا اور (وجہ یہ تھی کہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ بت وہاں سے نکال دیے گئے پھر لوگوں نے ابراہیم و اسمٰعیلؑ کی تصویریں اس (بت) کے اندر سے نکالیں، ان دونوں کے ہاتھ میں فال نکالنے کے تیر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے حالانکہ اللہ کی قسم! انہیں معلوم ہے کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے کبھی تیر

سے فال نہیں نکالی۔'' پھر آپ ﷺ نے کعبہ کے گرد تکبیر کہی اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔

مشرکین مکہ نے خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیم واسماعیل کے ہاتھوں میں تیر دے رکھے تھے اور ان سے فعال نکالا کرتے تھے یہ سب ان کا انبیاء علیہ السلام پر افترا تھا قرآن نے اس کو رجس من عمل الشیطان کہا کہ یہ گندے شیطانی کام ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ میں کعبہ کو بتوں سے پاک کیا پھر آپ اندر داخل ہوئے اور خوشی سے کعبہ کے چاروں کونوں میں آپ نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاثُمائةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُها بعُودٍ فى يَدِهِ وَيَقُولُ : جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.''

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں (فتح کے بعد) داخل ہوئے تو کعبہ کے چاورں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ہر ایک کو ٹکراتے جاتے اور پڑھتے جاتے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

(بخاری: 4720)

سوال 1: حق آنے پر باطل کیوں مٹ جاتا ہے؟

جواب 1۔ حق یعنی سچائی کا مزاج ہے کہ وہ پھلے پھولے، زندہ رہے وہ قائم رہے جب کہ باطل کا مزاج ہے کہ وہ مٹ جائے اس کا نام ونشان نہ رہے۔

2۔ حق قوت رکھتا ہے اور باطل کے مزاج میں فنا ہے، کمزوری ہے اس لیے حق آنے پر باطل مٹ جاتا ہے۔

3۔ باطل کے اندر باقی رہنے والے عناصر نہیں ہوتے۔ کچھ بیرونی عوامل ایسے ہوتے ہیں جن سے باطل کو فا ئدہ پہنچتا ہے وہ ختم ہوتے ہیں تو باطل ختم ہو جاتا ہے۔

سچائی کے اندر ہمیشہ رہنے کا سامان ہوتا ہے۔ بیرونی عوامل بعض اوقات سچائی کے خلاف ہوتے ہیں مثلاً اہل اقتدار لوگوں کی خواہشات لیکن آخر کار حق فتح سے ہمکنار ہوتا ہے کیونکہ حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، لازوا ل ہے، باقی رہنے والا ہے۔

'' بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَا زَاهِقٌ''

''بلکہ ہم حق کو باطل پر مارتے ہیں پھر وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے۔ پھر تب وہ مٹنے والا ہے۔''

(سورۃ انبیاء:18)

قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ ج عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ۴۸ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَمَا یُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا یُعِیۡدُ ۴۹

''کہہ دو کہ یقیناً میرا ربّ حق کے ساتھ ضرب لگا رہا ہے۔ وہ چھپی ہوئی حقیقتوں کو جاننے والا ہے۔(48) کہہ دو کہ حق آ گیا ہے اور باطل نہ آغاز کرسکتا ہے اور نہ وہ اِعادہ کر سکتا ہے۔(49)

(سورہ سبا: 48,49)

باب۔رمل کی ابتدا طواف میں کس طرح ہوئی؟

(۸۱۱)۔سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ جب (حج کرنے مکہ) تشریف لائے تو مشرکوں نے (آپ ﷺ کے آنے سے پہلے باہم) یہ چرچا کیا کہ اب ہمارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے جس کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے پس (اس بات کی اطلاع پا کر) نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ تین چکروں میں رمل کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں اور آپ ﷺ کو اس حکم کے دینے سے کہ لوگ تمام چکروں میں رمل نہ کریں یہ منظور تھا کہ لوگوں پر سہولت ہو، اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ تھی۔

سیدنا ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے طواف میں تین بار رمل کرنا اور چار بار چلنا سنت ہے؟ اس لئے کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ سچے بھی جھوٹے بھی ہیں۔ میں نے پوچھا اس کا کیا مطلب کہ انہوں نے سچ بولا اور جھوٹ کہا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا، کہ محمد (ﷺ) اور آپؐ کے اصحاب بیت اللہ شریف کا طواف ضعف اور لاغری و کمزوری کے سبب نہیں کر سکتے اور وہ آپؐ سے حسد رکھتے تھے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ تین بار رمل کریں اور چار بار عادت کے موافق چلیں (غرض یہ ہے کہ انہوں نے اس فعل کو جو سنت مؤکدہ مقصودہ سمجھا، یہ ان کا جھوٹ تھا باقی بات سچ تھی) پھر میں نے کہا کہ ہمیں صفا اور مروہ کے درمیان میں سوار ہو کر سعی کرنے کے بارے میں بتائیے کہ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کے لوگ اسے سنت کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی۔ میں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی بھیڑ ایسی ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل

آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد (ﷺ) ہیں یہ محمد (ﷺ) ہیں اور رسول اللہ (کی خوش خلقی ایسی تھی کہ آپ) کے آگے لوگ مارے نہ جاتے تھے (یعنی ہٹو بچو، جیسے امرائے دنیا کے واسطے ہوتی ہے، ویسی آپ کیلئے نہ ہوتی تھی) پھر جب لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوئی تو آپ سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (یعنی اتنا جھوٹ ہوا کہ جو چیز بضرورت ہوتی تھی اس کو بلاضرورت سنت کہا باقی سچ ہے کہ آپ نے سوار ہو کر سعی کی)۔

(مسلم كتاب الحج)

باب۔ مکہ آکر پہلے طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا اور تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہے

(۸۱۲)۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ مکہ تشریف لاتے تو پہلے طواف میں حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے تین میں رمل کرتے۔

باب۔ حج وعمرہ دونوں میں رمل کرنا

(۸۱۳)۔ امیر المومنین عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ ہمیں رمل سے کیا مطلب تھا، بات صرف یہ تھی کہ ہم نے مشرکوں کو اپنا زور دکھایا تھا اور (اب) اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ پھر کہا کہ جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہم نہیں چاہتے کہ اس کو ترک کردیں۔

حضرت عمر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اب رمل کا کیا فائدہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا ہے اور کفر واہل کفر کو ملک (عرب) سے نکال دیا ہے اور قسم ہے اللہ کی ہم وہ کام نہیں چھوڑیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

(ابن ماجه: 2952)

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرہ میں پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے، پھر چار بار چلتے، پھر دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا اور مروہ کی سعی کرتے۔

سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں دوڑتے ہوئے طواف کیا۔

(۸۱۴)۔سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان دونوں یمانی رکنوں کا چھونا خواہ سخت حالا ت ہوں یا نرم (غرض کسی حال) میں ترک نہیں کیا جب سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کو چھوتے ہوئے دیکھا۔

باب۔حجر اسود کو لاٹھی سے بوسہ دینا

(۸۱۵)۔سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور لاٹھی سے آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔(یعنی حجر اسود کو لاٹھی لگا کر اسے چوم لیا)۔

حضرت صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ کو (فتح سے متعلق معاملات نپٹا کر) اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا (اس دوران میں) نبی ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ساتھ استلام کرتے تھے پھر آپ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو اس کے اندر کھجور کی لکڑی سے بنی ہوئی ایک کبوتری نظر آئی آپ نے اسے توڑ دیا پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے (کعبہ سے باہر) پھینک دیا اور میں رسول اللہ ﷺ کو (کبوتری کا بت کعبہ سے باہر پھینکتے) دیکھ رہی تھی۔
(ابن ماجہ: 2947)

حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سواری پر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے آپ چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔
(ابن ماجہ: 2949)

باب۔حجر اسود کو بوسہ دینا مسنون ہے

(۸۱۶)۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے حجر اسود کو بوسہ دینے کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کو چھوتے اور بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔اس شخص نے کہا ''اچھا بتایے اگر اژدحام زیادہ ہو جائے، (یا) اگر لوگ مجھ پر غالب آ جائیں تو میں کس طرح حجر اسود کو بوسہ دوں؟'' تو انہوں نے کہا کہ یہ اگر مگر کو یمن میں رکھو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کو بوسہ دیتے ہوئے اور اس کو چومتے ہوئے دیکھا

ہے۔

حضرت عبداللہ بن سرجس سے روایت انہوں نے فرمایا میں نے کم بالوں والے عمر بن خطاب کو دیکھا کہ وہ حجراسود کو بوسہ دیتے اور فرماتے تھے: میں تجھے چوم رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے نہ چومتا۔

(ابن ماجه: 2943)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْحَجَرَ: ثُمَّ وَضَعَ. شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِي طَوِيلاً. ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ يَبْكِي. فَقَالَ: "يَا عُمَرُ! هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ" (ابن ماجه: 2945)

عمر فاروق سے روایت ہے" رسول اللہ حجر کی جانب متوجہ ہوئے اپنے لب ہائے مبارکہ کو اس پر رکھا اور کافی دیر تک روتے رہے، پیچھے مڑ کے دیکھا کہ عمر بن خطاب بھی رو رہے ہے۔ فرمایا: عمر! یہاں آ کر آنسو بہاؤ۔"

باب۔ جس شخص نے مکہ میں آتے ہی کعبہ کا طواف کیا قبل اس کے کہ اپنے مکان میں جائے

(۸۱۷)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ہی سے روایت ہے کہ سب سے پہلا کام جو رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں آتے ہی کیا یہ تھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا، پھر طواف کیا پھر صرف طواف کرنے سے کوئی عمرہ نہیں ہوا تھا۔ پھر امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ سیدنا عمر فاروقؓ نے بھی اسی طرح حج کیا۔

(۸۱۸)۔ سیدنا ابن عمرؓ سے مروی طواف کے بارے میں حدیث ابھی گزری ہے (دیکھیے حدیث: ۸۱۲) یہاں اس روایت میں اتنا زیادہ کہا کہ طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تھے۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے مجھے اس کی خبر دی کہ جس وقت آپ ﷺ پہلے مکہ تشریف لائے تو آپ نے وضو فرمایا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر حضرت ابو بکر نے حج کیا تو انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر حج کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا پھر حضرت عمر نے بھی اسی طرح کیا پھر حضرت عثمان نے حج

کیا تو انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر حج کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا پھر حضرت عثمان نے حج کیا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا اور حج کے علاوہ کچھ نہیں کیا پھر حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عمر نے بھی حج کیا پھر میں نے بھی زبیر بن عوام کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا اور حج کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار بھی اسی طرح کرتے ہیں اور وہ بھی حج کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ اور سب سے آخر میں حضرت ابن عمر کو اسی طرح کرتے دیکھا۔

(مسلم: 3001)

باب۔ حالت طواف میں کلام کرنا درست ہے

(۸۱۹)۔ سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے نبی ﷺ کا گزر ایک شخص پر ہوا جس نے اپنا ہاتھ تسمہ سے یا رسی سے یا کسی اور چیز سے باندھ دیا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کو اس کے ذریعہ کھینچ رہا تھا تو نبی ﷺ نے اس رسی کو اپنے ہاتھ سے توڑ دیا پھر فرمایا: ''اسے اس کے ہاتھ سے پکڑ کر لے چل۔''

طاؤس ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جس نے نبی کریم ﷺ کو پایا آپ ﷺ نے فرمایا:

بیت اللہ کا طواف نماز (کی مانند) ہے لہٰذا (اس میں) کم گفتگو کرو۔ (صحیح نسائی: 2735)

باب۔ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف نہ کرے اور نہ ہی کوئی مشرک حج کرے۔

(۸۲۰)۔ سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اس حج میں جس میں انہیں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے پہلے امیر بنایا تھا مجھ کو قربانی کے دن چند آدمیوں کے ہمراہ لوگوں میں اس امر کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ ''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے نیز کوئی برہنہ شخص بھی کعبہ کا طواف نہ کرے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بھی قربانی کے دن منیٰ میں اعلان کرنے والوں میں بھیجا اور ہم نے یہ اعلان کیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی عریاں ہو کر طواف کرے۔ حج اکبر کے دن سے مراد قربانی کا دن

ہے۔لوگ چونکہ (عمرے کو) حج اصغر کہتے تھے،اسی وجہ سے اس دن کو حج اکبر کہا گیا۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے یہ اعلان کرادیا اوراس کے نتیجے میں اگلے سال،یعنی جس سال رسول اللہ ﷺ نے حج (یعنی حجۃ الوداع) کیا تھا،کسی مشرک نے حج نہ کیا۔

(بخاری، کتاب الجزیة والموادعة،باب کیف ینبذ الی اهل العهد؟: 3177.ملم، کتاب الحج،باب لایحج البیت مشرک..الخ 3247)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں کی طرف براءت کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔کسی نے پوچھا تم کیا اعلان کرتے تھے؟انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے پکار پکار کر منادی کی کہ جنت میں صرف ایمان دار ہی جائیں گے ، نیز بیت اللہ کا طواف آئندہ سے کوئی شخص عریاں حالت میں نہیں کرسکے گا اور جن سے ہمارے عہدو پیمان ہیں ان کی مدت آج سے چار ماہ تک کی ہے،اس مدت کے گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ مشرکوں سے بری الذمہ ہیں اوراس سال کے بعد کسی مشرک کو بیت اللہ کے حج کی اجازت نہیں۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ منادی کرتے کرتے میرا گلا بیٹھ گیا۔

(مسنداحمد: 299/2،ح: 7996.السنن الکبریٰ للنسائی:112/10ح:11150.مستدرک حاکم: 331/2ح: 3275)

جو شخص پہلا طواف یعنی طواف قدوم کرکے پھر کعبہ کے قریب نہ گیا اوراس نے دوبارہ طواف نہ کیا یہاں تک کہ عرفات تک ہو آیا۔

(۸۲۱)۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مکہ میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اوراس طواف کے بعد آپ ﷺ کعبہ کے قریب نہیں گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ عرفات سے لوٹے (پھر کعبہ کے قریب گئے)۔

باب۔حاجیوں کو پانی پلانا

(۸۲۲)۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عباس عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کی راتوں میں حاجیوں کو پانی پلانے کے لیے مکہ میں رہنے کی درخوست کی تو

آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

(۸۲۳)۔سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سبیل کے پاس تشریف لائے اور آب زم زم طلب فرمایا تو سیدنا عباسؓ نے (اپنے بیٹے سے) کہا کہ اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لے آؤ۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہی پانی پلادو۔'' سیدنا عباسؓ نے عرض کی یارسول اللہ! لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے اسی میں سے پلادو۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اسی میں سے پانی پیا پھر آب زم زم کے پاس تشریف لائے اور وہاں لوگ کنویں سے پانی کھینچ کھینچ کر پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم مغلوب ہوجاؤ گے (یعنی پانی پلانے کا کام تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا) تو بے شک میں اترتا اور رسی اس پر اپنے کاندھے کی طرف اشارے کر کے کہا یعنی اپنے کاندھے پر رکھ لیتا (اور پانی بھرتا مگر یہی خیال ہے کہ مجھے دیکھ کر جذبہٗ اطاعت میں دوسرے لوگ بھی ایسا کریں گے اور پھر تم مغلوب ہوجاؤ گے)۔''

(۸۲۴)۔سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ایک اور روایت میں سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت انہوں نے فرمایا نبی ﷺ نے کسی حاجی کو مکہ میں رات گزارنے کی اجازت نہیں دی سوائے حضرت عباس کے ان کے منصب سقایت کی وجہ سے۔

(ابن ماجه: 3066)

رسول اللہ ﷺ طواف افاضہ کے لیے کعبہ کی طرف تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کی عبدالمطلب کی اولاد کے افراد زمزم پر پانی پلا رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: عبدالمطلب کے بیٹو! (کنوئیں سے) پانی نکالو اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ پانی پلانے کے معاملے میں تم پر غالب آجائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ڈول دیا آپ ﷺ نے اس سے پانی پیا۔

(ابن ماجه: 3074)

باب۔صفا مروہ (کے درمیان سعی) کا واجب ہونا

(۸۲۵)۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے ان کے بھانجے عروہ بن زبیرؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''بے شک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر جو شخص کعبہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔''(سورۂ بقرہ:۱۵۸) کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ واللہ! اس سے تو (معلوم ہوتا ہے کہ) کسی پر کچھ گناہ نہیں، اگر وہ صفا و مروہ کی سعی نہ کرے؟ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ اے بھانجے! تم نے بہت برا مطلب بیان کیا اگر یہی مطلب ہوتا جو تم نے بیان کیا تو آیت یوں ہوتی: ''بے شک کسی پر کچھ گناہ نہ تھا کہ ان کے درمیان سعی نہ کرتا۔'' بلکہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے مشلل کے پاس رکھے ہوئے ''مناۃ'' (بت) کے لیے احرام باندھا کرتے تھے اور لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور انصار کے جو لوگ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے وہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کو گناہ سمجھتے تھے لہٰذا جب وہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم صفا مروہ کی سعی میں حرج سمجھتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''بیشک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں......آخر آیت تک۔'' ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان سعی کو جاری فرمایا پس کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ان دونوں کے درمیان سعی کو ترک کر دے۔

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ امْرَاَةً اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَقُوْلُ كُتِبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ.فَاسْعَوْا رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.(كتاب الحج و العمرة مسئله:217)

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے انہیں بتایا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان (سعی کرتے ہوئے) یہ کہتے ہوئے سنا تم پر (حج یا عمرہ کے دوران) سعی فرض کی گئی ہے لہذا سعی کرو۔اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْت أَبِيْ تَجْرَاةً قَالَتْ دِخَلْنَا دَارَ أَبِيْ حُسَيْنٍ فِيْ نِسْوَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَطُوف بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ وَهُوَ يَسْعَى يَدُورُ بِهِ إِزَارُهُ

مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ وَهُوَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ اسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ. (صححه الحاكم (المستدرک 4/70) قال شعيب: حسن بطرقه و شاهده هذا اسناد ضعيف). (مسند احمد: 27911)

حضرت حبیبہ بنت ابی تجراہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ قریش کی کچھ خواتین کیساتھ دار ابو حسین میں داخل ہوئے، اس وقت نبی ﷺ صفا مروہ کے درمیان سعی فرما رہے تھے، اور دوڑنے کی وجہ سے آپ ﷺ کا ازار گھوم گھوم جاتا تھا، اور نبی ﷺ سعی کرتے جا رہے تھے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے جا رہے تھے، اور سعی کرو، کیونکہ اللہ نے تم پر سعی کو واجب قرار دیا ہے۔

باب۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے؟

(۸۲۶)۔ سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے تھے تو تین مرتبہ رمل (یعنی دوڑ کر چلا) کرتے تھے اور چار مرتبہ مشی (یعنی معمولی چال سے چلا) کرتے تھے اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے وقت نالے کے نشیب میں سعی کرتے تھے۔

باب۔ حائضہ عورت کو چاہیے کہ وہ تمام افعال حج ادا کرے سوائے طواف کعبہ کے

(۸۲۷)۔ سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور ان میں سے کسی کے پاس قربانی نہ تھی سوائے نبی ﷺ اور سیدنا طلحہؓ کے سیدنا علیؓ یمن سے آئے اور ان کے ہمراہ قربانی تھی پس انہوں کے کہا کہ میں نے بھی اسی چیز کا احرام باندھا ہے جس کا نبی ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اصحاب کو یہ حکم دیا: ”اس احرام کو عمرہ کا احرام کر دیں اور طواف کر کے بال کتروا دیں اور احرام سے باہر ہو جائیں سوائے اس شخص کے کہ جس کے ہمراہ قربانی ہو۔“ پھر صحابہؓ نے کہا کہ ہم منیٰ کیونکر جائیں؟ حالانکہ ہمارے عضو مخصوص سے منی ٹپک رہی ہوگی۔ یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کاش! اگر میں پہلے سے اس بات کو جان لیتا جس کو میں نے اب جانا ہے تو میں اپنے ہمراہ قربانی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی ہوتی تو میں احرام سے باہر ہو جاتا۔“

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج افراد کا تلبیہ پکارتے

جارہے رتھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا عمرے کا تلبیہ پکار رہی تھیں اور جب ہم سرف نامی جگہ پر پہنچے تو انہیں حیض آنا شروع ہوگیا۔مکہ پہنچ کر طواف سعی کے بعد،آپ نے ہم سے فرمایا: جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ حلال ہوسکتا ہے۔عرض کیا گیا: کس چیز سے؟ فرمایا: ''ہر چیز سے'' چنانچہ ہم عورتوں کے پاس بھی گئے،ہم نے خوشبو بھی لگائی اور لباس بھی پہنا حالانکہ عرفہ میں ابھی چار راتیں باقی تھیں۔آٹھویں تاریخ کو ہم نے حج کا احرام باندھا۔آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔جو رو رہی تھیں۔آپ ﷺ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہا: مسئلہ یہ ہے کہ مجھے حیض آ گیا ہے۔ اور لوگ حلال ہوگئے ہیں مگر میں حلال نہیں ہوئی اور نہ ہی میں بیت اللہ کا طواف کر سکی ہوں اور لوگ اب حج کو جا رہے ہیں۔فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر حیض لکھ دیا ہے تم نہا کر حج کا احرام باندھو۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور مزدلفہ وعرفہ میں قیام بھی کیا اور جب پاک ہوگئیں تو بیت اللہ اور صفا ومروہ کا طواف بھی کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے حج اور عمرہ دونوں سے حلال ہو چکی ہو۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عمرہ میں بیت اللہ کا طواف نہ کرنے کی حسرت ہے۔فرمایا: عبدالرحمٰن! عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم تک عمرہ کے احرام کے لئے لے جاؤ۔یہ محصب کی رات تھی''۔

(مسلم: 2937)

باب۔آٹھویں ذوالحجہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟

(۸۲۸)۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص (عبدالعزیز بن رفیع) نے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ کو نبی ﷺ سے یاد ہو کہ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز آٹھویں ذوالحجہ کے دن کہاں پڑھی؟ تو انہوں نے کہا ''منیٰ میں'' اس شخص نے دوبارہ پوچھا کہ کوچ کے دن (بارہویں تاریخ کو) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ تو انہوں نے کہا ''ابطح میں۔'' پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ویسا ہی کرو جس طرح تمہارے سردار لوگ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے دن (8 ذوالحجہ کو) ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر (9 ذوالحجہ کو) منیٰ میں ادا کیں۔پھر عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

(ابن ماجہ: 3004)

عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۸۲۹)۔ام فضلؓ (نبی ﷺ کی چچی) کہتی ہیں کہ عرفہ کے دن لوگوں کو نبی ﷺ کے روزہ میں شک تھا تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز پینے کی بھیجی تو اس کو آپ ﷺ نے نوش فرمالیا (تو معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ روزہ سے نہیں)۔

باب۔عرفہ کے دن (مقام نمرہ سے موقف کی طرف) دوپہر کے وقت جانا

(۸۳۱)۔سیدنا ابن عمرؓ نے عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد حجاج کے خیمے کے قریب آکر بلند آواز دی تو حجاج باہر نکل آیا اور اس کے جسم پر کسم سے رنگی ہوئی ایک چادر تھی۔ حجاج نے (عبداللہ بن عمرؓ) سے عرض کی کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کی اگر تو سنت (کی پیروی) چاہتا ہے تو (تجھے وقوف کے لیے) چلنا چاہیے؟ حجاج نے عرض کی کیا اسی وقت؟ انہوں نے کہا ہاں۔حجاج نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دیجیے کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں پھر چلوں۔پس سیدنا ابن عمرؓ سواری سے اتر پڑے (اور انتظار کرتے رہے) یہاں تک کہ حجاج نکلا پس وہ میرے (سالم بن عبداللہ) اور میرے والد محترم (عبداللہ بن عمرؓ) کے درمیان چلنے لگا۔ (سالم بن عبداللہ کہتے ہیں) میں نے حجاج سے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں عجلت کرنا تو وہ حجاج عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا جب عبداللہ بن عمرؓ نے یہ دیکھا تو کہا کہ وہ (سالم) صحیح کہتے ہیں اور عبدالملک (شام کے بادشاہ) نے حجاج کو (جو گورنر تھا اور مکہ بھی اسی کے زیر اقتدار تھا) یہ لکھ بھیجا تھا کہ حج میں عبداللہ بن عمرؓ کی مخالفت نہ کرنا۔

باب۔عرفات میں ٹھہرنے کے لیے جلدی جانا

اس عنوان کے تحت گزشتہ حدیث مذکور (۸۳۰) کے پیش نظر کوئی اور حدیث نقل نہیں کی گئی۔

باب۔عرفات میں ٹھہرنا چاہیے کہ نہ مزدلفہ میں۔

(۸۳۱)۔سیدنا جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ (اسلام لانے سے پہلے) عرفہ کے دن میرا ایک اونٹ کھو گیا، میں اس کو ڈھونڈھنے نکلا تو میں نے نبی ﷺ کو عرفات میں وقوف کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو قوم حمس (سخت قوم یعنی قریش) میں سے ہیں پھر یہاں ان کا کیا کام ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں وادی نمرہ میں ٹھہرتے تھے۔

(ابن ماجہ: 3009)

باب۔عرفات سے روانہ ہونے کا بیان

(۸۳۲)۔سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے پوچھا گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عرفات سے روانہ ہوئے تو کس طرح چل رہے تھے؟ تو سیدنا اسامہؓ نے کہا کہ ہجوم میں بھی تیز تیز چل رہے تھے اور جب میدان صاف ہوتا تو اور بھی تیز چلتے۔راوی (ہشام بن عروہ) کہتے ہیں کہ نص (زیادہ تیز چلنا ہوتا ہے) عنق (تیز چلنے) سے۔

باب۔عرفات سے واپسی پر نبی ﷺ کا سکون واطمینان سے چلنے کا حکم دینا اور آپ ﷺ کا کوڑے سے اشارہ فرمانا

(۸۳۳)۔سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ (عرفات سے واپسی پر) چلے (وہ کہتے ہیں کہ) نبی ﷺ نے اپنے پیچھے بہت زیادہ شور اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”اے لوگو! سکون کو قائم رکھو، کیونکہ اونٹوں کا دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے۔“

باب۔جس شخص نے عورتوں اور بچوں کو رات کے وقت روانہ کر دیا تا کہ وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعا کریں اور چاند ڈوبتے ہی چل دیں۔

(۸۳۴)۔اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ وہ شب مزدلفہ میں مزدلفہ کے پاس اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں پھر تھوڑی دیر نماز پڑھ کر پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا؟ (عبداللہ نے) کہا نہیں پس وہ تھوڑی دیر نماز پڑھتی رہیں۔اس کے بعد پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا؟ (عبداللہ نے) کہا کہ ہاں، تو کہنے لگیں کہ چلو اب چلیں۔چنانچہ ہم کوچ کر کے چل دیے یہاں تک کہ اسماءؓ نے منیٰ پہنچ کر کنکریاں ماریں پھر صبح کی نماز اپنے مقام پر آ کر پڑھی۔میں (عبداللہ) نے ان سے کہا کہ جناب! ہمیں ایسا خیال

ہے کہ ہم نے عجلت کی۔ اسماءؓ نے جواب دیا کی اے بیٹے ! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لیے (اس بات کی) اجازت پہلے ہی سے دے رکھی ہے۔''

(۸۳۵)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو ام المومنین سودہؓ نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں اور وہ ایک بھاری بھرکم بدن کی خاتون تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں اور ہم لوگ ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے (مگر مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں تمنا کرتی تھی کہ) کاش ! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی ہوتی جس طرح کہ سودہؓ نے لے لی تھی تو مجھے ہر خوشی کی بات سے زیادہ پسند ہوتا۔

باب۔ مزدلفہ میں فجر کس وقت پڑھے؟

(۸۳۶)۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ سب لوگوں کے ہمراہ مزدلفہ گئے پس (وہاں) عبداللہ بن مسعودؓ نے دو نمازیں ایک ساتھ پڑھیں (مغرب اور عشاء کی)۔ ہر نماز کے صرف فرض پڑھے، اذان و اقامت کے ساتھ اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا۔ اس کے بعد جب صبح کا آغاز ہوا تو فوراً فجر کی نماز پڑھ لی۔ اس وقت ایسا اندھیرا تھا کہ کوئی تو کہتا تھا کہ فجر ہوگئی اور کوئی کہتا تھا کہ ابھی فجر نہیں ہوئی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''یہ دونوں نمازیں اس مقام یعنی مزدلفہ میں اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں مغرب اور عشاء۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مزدلفہ میں نہ آئیں اور فجر کی نماز صبح صبح اسی وقت پڑھیں۔'' پھر عبداللہ بن مسعودؓ ٹھہر گئے یہاں تک کہ خوب سفیدی پھیل گئی۔ اس کے بعد کہا کہ اگر امیر المومنین عثمانؓ اب منیٰ کی طرف چل دیتے تو سنت کے موافق کرتے (امیر المومنینؓ نے کوچ کر دیا تو راوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا کہ سیدنا ابن مسعودؓ کا قول پہلے ہوا یا امیر المومنین سیدنا عثمانؓ کا کوچ پہلے ہوا۔ پھر سیدنا ابن مسعودؓ برابر تلبیہ کرتے رہے یہاں تک کہ قربانی کے دن جمرۃ العقبہ کو کنکریاں ماریں۔ (اس وقت تلبیہ موقوف کر دیا)۔

باب۔مزدلفہ سے کس وقت کوچ کرے؟

(۸۳۷)۔امیر المومنین سیدنا عمرؓ نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی پھر ٹھہرے رہے۔اس کے بعد فرمایا: ''مشرک لوگ جب تک آفتاب طلوع نہ ہوتا یہاں سے کوچ نہ کرتے تھے اور کہا کرتے تھے: ''اے ثبیر! (ایک پہاڑ کا نام ہے) آفتاب کی کرنوں سے چمک جا۔'' اور بے شک نبی ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی۔اس کے بعد سیدنا عمرؓ نے آفتاب کے نکلنے سے پہلے ہی کوچ کر دیا۔

باب۔قربانی کے جانور (اونٹ وغیرہ) پر سوار ہونا جائز ہے

(۸۳۸)۔سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے جانور کو ہانک رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے عرض کی (یارسول اللہ!) یہ تو قربانی کا جانور ہے (اس پر کیونکر سوار ہو سکتا ہوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے پھر کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔تو پھر دوسری بار یا تیسری بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری خرابی ہو، اس پر سوار ہو جا۔''

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک آدمی ہدی کا جانور لے کر گزرا آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اس نے کہا یہ ہدی کا جانور ہے، نبی ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔

حضرت انس نے فرمایا: میں نے اسے نبی ﷺ کی معیت میں اس پر سوار (ہو کر سفر کرتے) دیکھا جب کہ اس (جانور) کے گلے میں (ہدی کے نشان کے طور پر) جوتی بھی موجود تھی۔

(ابن ماجه: 3104)

باب۔جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر چلے

(۸۳۹)۔سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ اور حج کے ساتھ تمتع فرمایا اور قربانی لائے پس ذوالحلیفہ سے قربانی اپنے ہمراہ لی اور سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا، اس کے بعد حج کا احرام باندھا پس اور لوگوں نے بھی نبی ﷺ کے ہمراہ (آپ ﷺ کی متابعت کی غرض سے) عمرہ اور حج کے ساتھ تمتع کیا اور ان میں سے بعض لوگ تو قربانی ساتھ لائے تھے اور بعض نہ لائے تھے۔پس جب نبی ﷺ مکہ میں تشریف لے آئے تو لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص

قربانی ساتھ لایا ہو وہ احرام میں جن چیزوں سے پرہیز کرتا ہے حج مکمل ہونے تک پرہیز کرے اور جو نہیں لایا اسے چاہیے کہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے بال کتروالے اور احرام کھول دے۔ اس کے بعد سات یا آٹھ ذوالحجہ کو صرف حج کا احرام باندھے (پھر حج کرے اور قربانی کرے)۔ پھر جسے قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے گھر واپس لوٹ کر جائے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینہ) روانہ ہوئے اور ذوالحجہ کا چاند چڑھنے ہی والا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص عمرے کا احرام باندھنا چاہے باندھ لے اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرے کی نیت سے لبیک پکارتا۔

(ابن ماجہ: 3000)

باب۔ جس شخص نے ذی الحلیفہ پہنچ کر قربانی کے گلے میں ہار ڈالا اور جانور کو تھوڑا سا زخم لگا کر خون نکال دیا اس کے بعد احرام باندھا۔

(۸۴۰)۔ سیدنا مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صلح حدیبیہ میں ایک ہزار سے زائد صحابہ کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی ﷺ نے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالا اور چھری سے تھوڑا سا زخم لگا کر نشان لگایا اور عمرہ کا احرام باندھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہدی کے جانور کی کوہان پر دائیں طرف اشعار کیا اور اس کا خون پونچھ دیا۔

(ابن ماجہ: 3097)

باب۔ جس نے اپنے ہاتھ سے قلادہ پہنایا

(۸۴۱)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جو شخص کعبہ میں قربانی کا جانور روانہ کرے اس پر تمام وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حج کرنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں جب تک کہ اس کی قربانی نہ کر دی جائے، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ جو کہا وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے ہار خود اپنے ہاتھ سے بٹے تھے۔ پھر رسول

اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے جانوروں کو وہ پہنائے پھر ان جانوروں کو میرے والد (ابو بکرؓ) کے ہمراہ روانہ کیا مگر کوئی چیز جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال فرمائی تھی وہ جانوروں کی قربانی تک حرام نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی ہدی کے لیے قلادے بٹتی تھی تو آپ اپنی ہدی کو قلادے پہناتے تھے پھر ان کو (مکہ) بھیج دیتے۔ پھر آپ (مدینہ) قیام پذیر رہتے اور کسی ایسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جس سے احرام والا پرہیز کیا کرتا ہے۔

(ابن ماجه: 3095)

باب۔ (بیت اللہ میں قربانی کے لیے) قربانی کی بکریوں کو ہار پہنانا مسنون ہے

(۸۴۲)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے اس روایت میں منقول ہے کہ نبی ﷺ نے بکریاں، قربانی کے لیے روانہ کی تھیں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ بکریوں کو قلادہ پہنا کر روانہ کر دیتے تھے اور خود اپنے گھر میں اس حال میں مقیم تھے کہ آپ ﷺ حلال تھے۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریاں بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوائیں اور ان کی گردنوں میں قلادے ڈالے۔

(ابوداود: 1755)

باب۔ روئی کے بنے ہوئے ہار کا بیان

(۸۴۳)۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار اس روئی کے بنائے تھے جو میرے پاس تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی بھجوائی اور میں نے اون سے جو ہمارے ہاں تھی اس کے قلادوں کی رسیاں بٹیں پھر آپ ہمارے ہاں اسی طرح حلال ہی رہے۔ اپنے اہل کے پاس آتے جیسے کہ کوئی عام آدمی آتا ہے۔

(ابوداود: 1759)

باب۔ قربانی کے جانوروں کو جھول پہنانا اور ان کا صدقہ کر دینا

(۸۴۴)۔ امیر المومنین سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ

جو جانور قربان کیے گئے ہیں ان کے جھولوں اور ان کی کھالوں کو خیرات کر دوں ۔

حضرت علی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں (کو ذبح وغیرہ کرنے) کا بندوبست کروں اور ان کی جھولیں اور کھالیں تقسیم کردوں اور قصاب کو ان میں سے کچھ نہ دوں، حضرت علی نے فرمایا: اس (قصاب) کو ہم (اپنے پاس سے) دیتے ہیں۔

(ابن ماجه: 3099)

باب۔اپنی عورتوں کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر قربانی کر دینا درست ہے

(۸۴۵)۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ کو مدینہ سے روانہ ہوئے ...... یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے (دیکھیے حدیث : ۷۹۲،۷۹۱) یہاں اس روایت میں یہ زیادہ کہا کہ قربانی کے دن ہمارے سامنے گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ تو (لانے والے نے) جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا ایک گائے ذبح کی تھی۔

(ابو داود: 1751)

سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے قربانی کے دن اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

(مسلم)

باب۔منیٰ میں نبی ﷺ کے قربانی کے مقام پر قربانی کرنا افضل ہے۔

(۸۴۶)۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ منحر میں یعنی رسول اللہ ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ پر قربانی کیا کرتے تھے۔

باب۔اونٹ کا پیر باندھ کر نحر (قربانی) کرنا

(۸۴۷)۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے اپنے جانور (اونٹ) کو نحر کرنے کے لیے بٹھا رکھا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس کو کھڑا کر کے اس کا پاؤں باندھ دے (اور اس کو نحر کو) کیونکہ یہی محمد ﷺ کی سنت ہے) ۔

باب۔قصاب کی اجرت میں قربانی کی کوئی چیز گوشت یا کھال وغیرہ نہ دے۔

(۸۴۸)۔امیر المومنین سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور قصاب کو ان کی کوئی چیز بطور اجرت نہ دوں۔

حضرت علی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں (کو ذبح وغیرہ کرنے) کا بندوبست کروں اور ان کی جھولیں اور کھالیں تقسیم کردوں اور قصاب کو ان میں سے کچھ نہ دوں، حضرت علی نے فرمایا: اس (قصاب) کو ہم (اپنے پاس سے) دیتے ہیں۔ (ابن ماجه: 3099)

قربانی کے جانور میں سے کیا کھائے اور کیا صدقہ کرے

(۸۴۹)۔سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھاتے تھے اور وہ بھی صرف منیٰ میں (منیٰ سے باہر گوشت لے جانے کی ممانعت تھی) اس کے بعد نبی ﷺ نے ہمیں اجازت عنایت کی اور فرمایا: ”کھاؤ اور ساتھ لے جاؤ، پس ہم نے کھایا اور ساتھ لے آئے۔“

باب۔احرام کھولتے وقت بالوں کا منڈوالینا یا کتروالینا

(۸۵۰)۔سیدنا ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں سر کے بالوں کو منڈوا ڈالا تھا۔

(۸۵۱)۔سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر اپنی رحمت فرما۔“ صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! بال کتروانے والوں پر (بھی رحمت کی دعا فرمایئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحمت نازل فرما۔“ صحابہ نے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ! بال کتروانے والوں پر بھی (رحمت کی دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے تیسری بار) فرمایا: ”بال کتروالے والوں پر بھی (رحمت فرما)۔“

(۸۵۲)۔سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو معاف کر دے۔“ صحابہ نے کہا: ”بال کتروانے والوں کو بھی۔“ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ”اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو معاف فرما دے۔“ صحابہ

نے کہا: ''بال کتر والے والوں کو بھی۔'' تو آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا: ''بال کتر وانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔''

(۸۵۳)۔ سیدنا معاویہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال ایک قینچی سے کتر دیے تھے۔

اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ اِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ'' (ابو داود: 1984)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے لیے سر منڈانا نہیں ہے ان کے لیے صرف بال کترنا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا، وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ، وَقَالَ بِيَدِهِ عَنْ رَاْسِهِ، فَحَلَقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَقَسَمَهُ فِيْمَنْ يَلِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ''احْلِقِ الشِّقَّ الْآخَرَ'' فَقَالَ: ''اَيْنَ اَبُو طَلْحَةَ؟'' فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ. (مسلم: 3154)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ پھر آپ ﷺ اونٹوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو قربان کیا اور حجام بیٹھے تھے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کے بارے میں فرمایا تو اس نے دائیں طرف سے بال مونڈ دیئے تو آپ ﷺ نے ان بالوں کو جو آپ ﷺ کے قریب تھے ان میں تقسیم فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوسری طرف سے مونڈ دے اور فرمایا کہ ابوطلحہ کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے یہ بال ان کو عطا فرما دیئے۔

باب۔ جمروں کو کنکریاں مارنا یعنی رمی کرنا ضروری ہے

(۸۵۴)۔ سیدنا ابن عمرؓ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ میں جمروں کو کنکریاں کس وقت ماروں تو انھوں نے فرمایا: ''جس وقت تمہارا امام مارے اسی وقت تم بھی مارو۔ اس نے دوبارہ ان سے یہی مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''ہم انتظار کرتے رہتے پس جب آفتاب ڈھل جاتا تو اس وقت ہم کنکریاں مارتے۔

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبیؐ کو دیکھا کہ وہ جمرہ عقبہ کو قربانی کے دن اپنی

اونٹنی پر سے کنکر مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھ لو، اس لئے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد حج کروں۔

(مسلم)

سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے نحر کے دن چاشت کے وقت جمرہ کو کنکریاں ماریں اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

(مسلم)

باب۔وادی کے نشیب سے جمروں کو کنکریاں مارنا

(۸۵۵)۔سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے وادی کے نشیب سے کنکریاں ماریں تو ان سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ تو وادی کے اوپر سے مارتے ہیں تو عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا کہ قسم اس کی کہ جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں! یہ اس شخص (یعنی محمد ﷺ کے رمی کرنے) کی جگہ ہے جن پر سورۂ بقرہ نازل کی گئی تھی۔

مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے روایت کی کہ وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کیساتھ تھے اور وہ جمرہ عقبہ پر آئے اور بطن الوادی میں، جمرہ کو سامنے رکھتے ہوئے کھڑے ہوئے اور اس کو سات کنکریاں نالہ کے پیچھے سے ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔(راوی نے) کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ کنیت ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کی) لوگ تو اوپر سے کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اس معبود کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، یہ جگہ اس کی ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہیں سے کنکریاں ماری تھیں)۔

(مسلم)

باب۔تمام جمروں کو سات سات کنکریاں مارنا

(۸۵۶)۔سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے ہی روایت ہے کہ وہ جب بڑے جمرے کے پاس پہنچے تو انہوں نے کعبہ کو اپنی بائیں جانب کر لیا اور منیٰ کو اپنی داہنی طرف اور سات کنکریوں سے رمی کی اور کہا کہ اسی طرح اس شخص (ﷺ) نے رمی کی جس پر سورۂ بقرہ نازل کی گئی تھی۔

مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے روایت کی کہ وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کیساتھ تھے اور وہ

جمرہ عقبہ پر آئے اور بطن الوادی میں، جمرہ کو سامنے رکھتے ہوئے کھڑے ہوئے اور اس کو سات کنکریاں نالہ کے پیچھے سے ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔

(مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ڈھیلہ سے استنجاء طاق عدد اور جمرات کے کنکریاں بھی طاق اور سفا مروہ کے درمیان سعی بھی طاق عدد ہے اور طواف بھی طاق عدد ہے اور جب بھی ہم تم میں سے کوئی استنجاء کرے تو اسے چاہیے کہ طاق عدد کرے۔

(صحیح مسلم: 3143)

باب۔ جب دونوں جمروں کی رمی کرے تو چاہیے کہ قبلہ رو ہو کر نرم ہموار زمین پر کھڑا ہو

(۸۵۷)۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پہلے جمرے کو سات کنکریاں مارتے تھے ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے، اس کے بعد آگے بڑھ جاتے تھے یہاں تک کہ نرم ہموار زمین میں پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے پھر درمیان والے جمرہ کی رمی کرتے اس کے بعد بائیں جانب چلے جاتے اور نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور یونہی کھڑے رہتے۔ پھر وادی کے نشیب سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے بلکہ واپس آ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

باب۔ طواف وداع کا بیان

(۸۵۸)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ان کا آخری وقت کعبہ کے ساتھ ہو (یعنی مکہ سے واپسی کے وقت کعبہ کا طواف کر کے جائیں) مگر حائضہ عورت کو یہ معاف کر دیا گیا تھا۔

(۸۵۹)۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقام) محصب میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد تھوڑی دیر تک نیند فرمائی۔ پھر کعبہ کی طرف سوار ہو کر گئے اور اس کا طواف کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِي كُلِّ وَجْهٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ لوگ ہر ایک راستے سے واپس پھر جایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی واپس نہ جائے جب تک کہ آخر میں بھی بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔

(مسلم: 3219)

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا پھر حرم میں داخل ہوئی اور اپنا عمرہ پورا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی ابطح میں میرا انتظار کیا حتی کے میں فارغ ہوگئی اور آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں تشریف لائے اس کا طواف کیا پھر روانہ ہوگئے۔

(ابو داود: 2005)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ (مسلم: 3219)

''طوافِ وداع بیت اللہ سے آخری عہد ہے اس کے بنا کوئی نہیں جائے۔''

باب۔ جب کسی عورت کو طواف افاضہ کرنے کے بعد حیض آجائے

(۸۶۰)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو عورت طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوئی ہو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ مکہ سے چلی جائے۔ (طاؤس) کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مکہ سے نہ جائے پھر آخر میں میں نے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو چلے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کوچ کی رات حضرت صفیہ کے ایام شروع ہوگئے انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ شائد میری وجہ سے تمہیں رکنا ہوگا؟ (یہ سنا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کے جسم کو تکلیف پہنچائے اور اس کے حلق کو درد پہنچائے کیا اس نے 10 ذوالحجہ کے روز طواف افاضہ کیا تھا؟ آپ سے کہا گیا ہاں اس نے طواف کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ تم (بغیر طوافِ وداع کیے ہی) کوچ کرو۔

(بخاری: 1771)

حضرت حارث بن عبداللہ بن اوس کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا اور ان سے پوچھا جو عورت قربانی والے دن طواف کر چکی ہو پھر اسے حیض آجائے

تو؟ عمر نے کہا چاہیے کہ اس کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔ تب حارث نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھ سے ایسے ہی فرمایا تھا، تو عمر نے فرمایا تیرے ہاتھ گر جائیں مجھ سے وہ بات پوچھتا ہے جو پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا ہے تاکہ میں ان کی مخالفت کروں۔

(ابو داود: 2004)

عورت اگر طواف وداع سے پہلے ہی حائضہ ہو جائے تو وہ (گھر کی طرف) نکل پڑے اس پر نہ تو طواف وداع ضروری ہے اور نہ ہی فدیہ۔

(المغنی لابن قدامه: 341/5)

باب۔ مقام محصب میں اترنے کا بیان

(۸۶۱)۔ سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ محصب میں اترنا (حج کے ارکان میں سے نہیں ہے اور نہ ہی) کوئی عبادت نہیں ہے وہ تو صرف ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ ﷺ (یو نہی) ٹھہرا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وادی محصب میں اس لیے اترے تھے تاکہ آپ کو (مکہ سے) نکلنے میں آسانی رہے یہ کوئی مشروع سنت نہیں ہے جو چاہے یہاں اتر جائے اور جو چاہے نہ اترے۔

(ابو داود: 2008)

مکہ میں داخل ہونے سے پہلے (مقام) ذی طویٰ میں جو کہ مکہ کیساتھ متصل ہے اور مکہ سے مدینہ لوٹتے وقت اس کنکریلے میدان (بطحاء) میں ٹھہرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے

(۸۶۲)۔ سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ جاتے تو ذی طویٰ میں اترتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر مکہ میں داخل ہوتے اور جب مکہ سے واپس ہوتے تب بھی ذی طویٰ میں اترتے اور رات بھر وہاں ٹھہرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بطحاء میں ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں پھر کچھ دیر سوئے پھر مکہ میں داخل ہوئے اور ابن عمر ایسے ہی کیا کرتے۔

(ابو داود: 2013)